اور وہ اسٹیشن سے سیدھے مرحوم کی کوٹھی پر پہونچے۔ کتاب میں تین ضمیمے بھی ہیں جو تاریخی حیثیت سے کافی اہم ہیں۔ اس طرح کتاب ملکی سیاسیات پر ایک بڑی مفید معلومات افزا اور بصیرت افروز دستاویزی حیثیت رکھتی ہے۔ انداز بیان دلچسپ شگفتہ اور سنجیدہ بھی ہے لیکن افسوس ہو صفحہ ۹۰ کے حاشیہ میں مولانا ابوالکلام آزاد کے حسب و نسب پر خردہ گیری نے اس کتاب کی مورخانہ سنجیدگی اور غیر جانبداری کو بری طرح مجروح کردیا ہے مولانا کے متعلق یہ نوٹ بالکل بے محل اور بے موقع بھی ہے اور فتنہ پردازانہ بھی۔

اسرار ورموز پر ایک نظر - از پروفیسر محمد عثمان۔ تقطیع متوسط ضخامت ۹۰ صفحات۔ کتابت و طباعت بہتر۔ قیمت مجلد چار روپے ۵۰ نئے پیسے۔ پتہ:۔ اقبال اکاڈمی پاکستان۔ کراچی۔

مثنوی اسرار خودی اور رموز بیخودی فلسفۂ و فکر اقبال کا عطر اور نچوڑ ہے۔ اس بنا پر جن حضرات نے فلسفۂ و فکر اقبال پر لکھا ہو مستقلاً یا ضمناً ان دونوں مثنویوں کے معانی و مطالب پر بھی اپنی بساط کے مطابق کلام کیا ہے لیکن کسی نے دقیق و غامض فلسفیانہ بحث کے باعث اسے عوام کے کام کا نہیں رکھا اور کسی نے علمی کلام کرکے مثنویوں کی اصل شرح اور اُن کے مغز کو اجاگر نہیں کیا۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ گویا فلسفۂ خودی کی تشریح خود اقبال کے لفظوں میں کی ہے اور اس قدر سہل اور شگفتہ اور موثر انداز میں کہ اردو کی متوسط درجہ کی استعداد کا ایک شخص اسے بخوبی سمجھ بھی سکتا ہے اور اس سے لطف اندوز بھی ہو سکتا ہو۔ کتاب دو حصوں پر تقسیم ہے۔ پہلے حصہ میں جس کا عنوان فرد ہے خودی کی حقیقت تخلیقِ مقاصد اور عشق و محبت۔ سوال اور نفی ذات۔ نظریۂ ادب۔ تربیتِ خودی کے مرحلے، حکایاتِ اسرار۔ جہاد اسلامی کی غایت اور وقت تلوار ہے۔ ان مضامین پر گفتگو ہو اور حصہ دوم میں جس کا عنوان ملت ہو، قوم کس طرح بنتی ہے؟ توحید کی حقیقت۔ مقامِ رسالت، ملتِ اسلامیہ کی خصوصیات۔ قرآن آئینِ ملت ہو۔ ملتِ اسلامیہ کا مستقبل۔ مسلمان عورت اور سب سے آخر میں سورۂ اخلاص کی ایسی عجیب و غریب تفسیر ہے کہ اس سے تعمیرِ ملت و تکمیلِ خودی کا پورا پروگرام نکل آتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ جہاں تک ان مثنویوں کی عام فہم تشریح و توضیح کا تعلق ہے یہ کتاب اقبالیات کے وسیع ذخیرہ میں بڑا قابلِ قدر اضافہ ہے۔ ارباب ذوق کو عموماً اور نوجوان طلبا اور طالبات کو خصوصاً اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔